AL-IDAH
OPEN ACCESS
الإيضاح
Bi-Annual Research Journal
Published by
Shaykh Zayed Islamic Centre
University of Peshawar
www.al-idah.szic.pk
ISSN (Print) : 2075-0307
ISSN (Online) : 2664-3375
JUL - DEC 2019
VOL 37 : ISSUE 2

تعلیل احادیث صحیحین

امام ابو حاتم وابو زرعہ کی آراء کا تنقیدی جائزہ

Critical Presentation of Opinions of Abū Ḥātim and Abū Zur'ah Regarding the Narrations of Sahih Bukhārī and Muslim

Dr. Muhammad Imran
Assistant Professor SZIC University of Peshawar
Dr. Farhad Ullah
Associate Professor HITEC, Taxila

Abstract:
It is unique and high distinction of the Muslim Ummah that they have saved the teachings of Prophet Muhammad (PBUH). There have been high profile scholars who had dedicated their lives for the investigation of veracity and authenticity of Ḥadīths. They have been sifting the narrators of Ḥadīths through the myriad of resources to endorse or reject the authenticity of Ḥadīths. Amongst these eminent scholars, Imām Abū Ḥātim and Imām Abū Zur'ah, who made great contribution in the field of Elal Ḥadīth. Both criticized Aḥādīth some of which are quoted in Sahih Imām Bukhārī and Sahih Imām Muslim.
Both books have always been taken as an authentic source for the veracity of Aḥādīth. However, they have pointed out a few such aspects which are vital for keeping the veracity and authenticity of Aḥādīth.
This article is an attempt to study those Aḥādīth as quoted in the two above mentioned books and were criticized by Imām Abū Ḥātim and Abū Zur'ah in their book Elal Ḥadīths, by comprising with sayings of the concerned scholars. The most accurate aspect has been elaborated.

Key words: *Elal Ḥadīths, Imām Abū Ḥātim, Imām Abū Zur'ah, authenticity of Ḥadīth*.

Scan for Download

اللہ جل شانہ نے امت محمدیہ علی صاحبہا افضل الصلوات والتسلیمات کو علم الاسناد کی خصوصیت سے سرفراز فرمایا ہے، جسکی بدولت رسول کریم ﷺ کی احادیث مبارکہ کی صحت و سقم کا اندازہ بخوبی ہوتا ہے۔ان امور کی انجام دہی کے واسطے اللہ تعالی نے ہر زمان و مکان میں اساطین امت پیدا کئے جنہوں نے روایات کی چھان بین کے لئے اپنی عمریں وقف کیں اور احادیث رسول کریم ﷺ میں ملاوٹ شدہ ہر قسم کے اقوال کو باریک بینی کے ساتھ چھان کر ان کے بارے میں تنبیہ کی اور انہیں ذخیرہ احادیث سے نکال باہر کیا، جب کہ ان میں موجود علل کے بارے میں نشاندہی کی تاکہ امت مسلمہ کے دلائل شرعیہ ہر قسم کی جعلسازی سے پاک ہو کر سامنے آسکیں جن کے اوپر مختلف فقہی مسائل کی بناء ہے۔انہی جلیل القدر محدثین میں امام عبد الرحمٰن بن محمد ابن إبي حاتم ہیں جنہوں نے احادیث کی حفاظت کے سلسلے میں مختلف امور کی طرف توجہ فرمائی اور کتب تصنیف فرمائیں۔انہی کتب میں سے ایک مشہور کتاب "علل الحدیث" بھی ہے۔جو کہ علل کے باب میں نہایت اہمیت کی حامل کتاب ہے اور اپنے ضخیم مواد کی بدولت ہر زمانے کے لوگوں کی توجہ کا مرکز رہی ہے۔ کئی محققین نے اس کتاب کی مختلف متعدد جہات کو موضوعِ بحث بنا کر دادِ تحقیق سمیٹی ہے۔

اس کتاب کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے یہی کافی ہے کہ اس میں امام محمد بن ادریس ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام ابو زرعہ کے تعلیلِ حدیث کے متعلق علوم انکے اقوال کی صورت میں شامل ہیں۔جیسا کہ کتاب کی صناعت اس طرف اشارہ کر رہی ہے کہ امام ابن ابی حاتم اپنے والد ابو حاتم اور ابو زرعہ سے کسی بھی حدیث کے بارے میں سؤال پوچھتے اور وہ اپنے علم اور مہارت کے مطابق اسکا جواب دیتے۔جبکہ احادیث معلولہ کی معرفت میں امام ابو حاتم وابو زرعہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔انکی علم العلل میں مہارت، وسعتِ نظر اور ممارست تامہ اس کتاب میں موجود روایات کی متعدد جہات سے تعلیل سے بخوبی واضح ہوتی ہے، کبھی موقوف یا مرسل روایت کی غلطی کی نشاندہی کے موقع پر جس میں تعلیل بالاتصال کی طرف اشارہ ہوتا ہے یعنی اس روایت کے مرفوع طریق کا صحیح ہونا مراد ہوتا ہے۔جبکہ کبھی مرفوع روایت کی غلطی کی نشاندہی کرتے ہوئے جس میں وہ تعلیل بالوقف کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ ان طرق میں موقوف کو ترجیح حاصل ہے۔ کبھی راوی کو طریق جادہ کی وجہ سے غلطی لاحق ہوتی ہے تو اس کی تعلیل واضح کرتے ہیں، تو کبھی متن پر مختلف اطراف سے نقد کو تعلیل کے ضمن میں بیان کرتے ہیں، اس ضمن میں وسائلِ ترجیح وقرائن کو بروئے کار لاتے ہیں۔یہی ان ائمہ کی علل کے باب میں براعت

کی واضح دلیل ہے۔ جبکہ مذکورہ کتاب متعدد ائمہ کے مابین مذاکرہ حدیث و مجالس علمیہ کی وجہ سے بھی کافی اہمیت رکھتی ہے جس میں مختلف ائمہ اپنی اپنی روایات کو نقد کے لئے ایک دوسرے کے سامنے پیش کرتے ہیں اور حدیث کے باب میں علمی لطائف مستنبط کئے جاتے ہیں، اور محدثین کے ہاں یہ اصطلاح کافی معروف ہے اور نقد حدیث کے ضمن میں انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ اسی طرح اس کتاب کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ علل کے میدان میں پہلی بار کسی بھی کتاب کو فقہی ابواب کی ترتیب پر مرتب کیا گیا۔

دوسری جانب صحتِ احادیث کے التزام میں صحیحین (بخاری و مسلم) کی اہمیت بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں، جبکہ انہوں نے اپنی صحیحین کی تصنیف کی بنیادی شرط ہی یہ رکھی تھی کہ ان میں وہ روایات ذکر کی جائیںگی جو صحیح کی شرائط کو پورا کرتی ہوں۔ ائمہ محدثین کے نزدیک یہ شرائط پانچ ہیں جن میں نمایاں شرط "عدم علّت" ہے۔ یعنی باقی چار شرائط کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اس روایت میں کسی بھی قسم کی کوئی علت نہ ہو۔ جبکہ امام ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب علل الحدیث میں اپنے والد امام ابو حاتم اور اپنے استاد ابو زرعہ سے منقول اقوال کے ذریعے کئی ایسی احادیث میں علت کی نشاندہی کی ہے جو کہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کتاب میں مذکور ہیں۔

زیر نظر مقالہ میں ان روایات کے بارے میں بحث کی گئی ہے جو کہ صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں جبکہ امام ابو حاتم یا ابو زرعہ نے ان روایات کو معلول ٹھہرایا ہے۔ اور ان مخصوص روایات کے متعلق ائمہ کے اقوال کا مقارنہ کرکے راجح ترین جانب کو مختلف مؤیدات کے ذریعے نمایاں کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگرچہ مذکورہ موضوع پر اس سے پہلے بھی خامہ فرسائی کی گئی ہے جیساکہ دکتور ابراہیم عبداللہ خلیفہ نے "الأحادث التي أعلّها أبو حاتم الرازي وأخرجها البخاري في صحيحه" کے عنوان سے تحقیق کی ہے لیکن چونکہ ابن ابی حاتم اور امام دارقطنی کی کتبِ علل کے ساتھ خصوصی مناسبت اور علم علل الحدیث سے شغف کی وجہ سے ہمیں مذکورہ تحقیق میں کچھ سقم محسوس ہوا اور اس سے مکمل اطمینان نہیں ہوا جبکہ انہوں نے تمام روایت کو موضوع بحث بھی نہیں بنایا، اگرچہ روایات کافی تعداد میں ہیں اور اسے کوئی سنجیدہ طالب علم اپنی مستقل تحقیق کا موضوع بھی بنا سکتا ہے، تا ہم، ہم نے ان میں سے کچھ روایات کو تحقیق کے دائرے میں لایا، اور اپنے تئیں اس بات کی کوشش کی کہ امام بخاری و مسلم اور امامین ابو حاتم وابو زرعہ کے کسی بھی ایک روایت کے متعلق اختلاف کی تطبیق کی

جاسکے اور ان میں موجود اختلافات کو علل الحدیث اور قرائن ترجیح کی روشنی میں حل کیا جاسکے، لہٰذا درج ذیل وجوہات کی بناء پر اس موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے:

۱۔ بعض روایات کی دراسہ و تحقیق کے دوران دکتور ابراہیم عبد اللہ خلیفہ نے اپنی تحقیق میں کچھ امور مبہم چھوڑ دئے تھے اور جن کی نشاندہی از حد ضروری تھی، اس وجہ سے ہم نے اس موضوع کو زیر بحث لایا۔

۲۔ کئی روایات ایسی پائی گئیں جو متن کے لحاظ سے انتہائی اہم تھیں تاہم ڈاکٹر عبد اللہ نے اپنی تحقیق میں ان کی طرف التفات نہیں فرمایا تھا۔

۳۔ ڈاکٹر عبد اللہ نے اپنی تحقیق میں صرف ابو حاتم رازی کے تنقیدی اقوال کو زیر بحث لایا ہے جب کہ ہم نے اپنی تحقیق میں امام ابو حاتم کے ساتھ ساتھ ابو زرعہ کے تنقیدی اقوال کو بھی شامل رکھا ہے۔

۴۔ فاضل محقق نے اپنی بحث میں صرف ان روایات کو زیر تحقیق رکھا ہے جو کہ صحیح بخاری میں موجود ہیں جب کہ ہم نے صحیح بخاری کے ساتھ ساتھ صحیح مسلم کو بھی شامل تحقیق کیا ہے۔

اگرچہ ہم نے بھی اس موضوع کی تمام روایات کا احاطہ نہیں کیا ہے بلکہ انے والے باحثین کے لئے تحقیق کا نیا در وا کیا ہے جس کے نتیجے میں تمام روایاتِ مختلفہ کا مقارنہ اور دراسہ کرنے کے بعد کوئی بھی باحث اور طالب علم اس بات پر قادر ہو سکتا ہے کہ وہ مذکورہ موضوع کی روشنی میں ائمہ اربعہ (بخاری و مسلم اور ابو حاتم وابوزرعہ) کا تعلیل حدیث کا منہج متعین کرسکے، اللہ جل شانہ سے دعا ہے کہ اس بحث کے مکمل کرنے میں راہنمائی میسر رہے تاکہ روایات پر تنقیح سہل انداز میں ممکن ہو۔امین۔

حدیث نمبر ا: "كان النبي صلى الله عليه وسلم يعتكف في كل رمضان عشرة أيام، فلما كان العام الذي قبض فيه اعتكف عشرين يوما"[1] اس سلسلے کی پہلی روایت ہے جو صحیح بخاری میں مذکور ہے اور امام العلل امام ابو حاتم نے اس پر نقد کیا ہے یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس میں وہ حضور نبی کریم ﷺ کا عمل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " نبی کریم ﷺ ہر رمضان میں دس ایام کا اعتکاف فرمایا کرتے تھے، جس سال ان کی وفات ہونی تھی تو اس سال بیس ایام کا اعتکاف فرمایا"، مذکورہ روایت کی سند کے بارے میں جب امام ابن ابی حاتم نے اپنے والد ابو حاتم سے

پوچھا تو انہوں نے اسکی سند کا تجزیہ کرتے ہوئے اس کے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اسی طریق کو صحیح قرار دیا جو کہ مرسل ہے[۲]۔

اس حدیث کے دوسرے طرق کی طرف جب دراسہ کو توسیع دی گئی تو معلوم ہوا کہ وہ طریق جس کے بارے میں امام ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے سوال کیا تھا وہ بنیادی طور پر امام بخاری کا ذکر کردہ طریق تھا جو کہ یقینا موصول بھی تھا[۳]، تاہم امام ابو حاتم نے اسے مرجوح قرار دیتے ہوئے ارسال کو ترجیح دی، جو کہ تحقیق طلب امر ہے کیونکہ امام بخاری کا کسی بھی حدیث کو اپنی صحیح میں ذکر کرنا اسکی مستند اہمیت کی طرف واضح اشارہ کرتا ہے۔ لہٰذا یہاں دونوں جلیل القدر ائمہ کے درمیان اختلاف کی صورت میں ترجیح دیتے ہوئے کسی ایک کے قول کی تصویب کی جائے گی۔

اس روایت کے باقی تمام طرق جمع کرنے سے معلوم ہوا کہ اس کا مدارِ سند "ابو حصین" ہے، جبکہ ابو حصین کے شاگردان سے یہ روایت نقل کرتے ہوئے آپس میں اختلاف کا شکار ہوئے ہیں، امام سفیان ثوری یہ روایت ابو حصین سے ارسال کے ساتھ ذکر کرتے ہیں جبکہ ابو بکر بن عیاش موصول ذکر کرتے ہیں۔ اسی موصول طریق کے بارے میں جب امام ابو حاتم سے پوچھا گیا تو انہوں نے اسے مرجوح قرار دیتے ہوئے ارسال کو ترجیح دی بلکہ اسے صحیح قرار دیا، جبکہ موصول روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح روایت ابو بکر بن عیاش کی ہے۔

تاہم دراسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری اس روایت کی تخریج میں متفرد نہیں ہیں بلکہ امام احمد بن جنبل، امام دارمی، ابن ماجہ، وابو داوٗد، نسائی، اور امام ابن خزیمہ نے بھی اس روایت کو اپنی اپنی کتب میں نقل کیا ہے[۴]۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ یہ امام بخاری کا تفرد نہیں ہے، دوسری جانب امام سفیان ثوری کی مرسل روایت امام ابن ابی حاتم کی علل الحدیث کے علاوہ کتب حدیثیہ میں کہیں نہیں مل سکی تاہم انکی متابعت میں اسرائیل کی روایت ملی جو کہ اسے مرسل روایت کرتے ہیں[۵]۔

اختلاف اسناد و متون کی صورت میں عموما محدثین قرائنِ ترجیح کی طرف رجوع کرتے ہیں، اس صورت میں ہم اگر قرائن ترجیح کو منطبق کرتے ہوئے کسی جانب کو راجح ٹھہرائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ یہ وصل وارسال کا اختلاف ابو حصین کے شاگرد، ثوری اور ابو بکر بن عیاش میں واقع ہوا ہے، تو قواعدِ علل کی رُو سے سب سے پہلے ابو حصین کے احوال کی تحقیق ضروری ہے تاکہ اختلاف کا منبع اور سبب

دریافت کیا جاسکے، لیکن ابو حصین عثمان بن عاصم کے بارے میں مشہور و معروف ائمہ جرح و تعدیل کی مختلف زاویوں سے دی گئی گواہی اس بات پر منتج ہوتی ہے کہ اہل کوفہ میں سے ابو حصین کو احادیث کے باب میں امتیازی شان حاصل ہے جبکہ حفاظِ حدیث اس کی احادیث میں کہیں بھی اختلاف میں واقع نہیں ہوتے، تاہم اگر کوئی حافظِ حدیث کسی قسم کے اختلاف کا اظہار کرے بھی تو اس اختلاف کی نسبت اسی راوی کی طرف ہو گی نہ کہ ابو حصین کی طرف اسے منسوب کیا جائے گا[۶]۔ اس تفصیل کے بعد لازم ٹھہرتا ہے کہ قرائن ترجیح کو مد نظر رکھتے ہوئے انکے شاگرد ابو بکر بن عیاش اور سفیان ثوری کے درمیان موازنہ کیا جائے، تاکہ حقیقتِ حال کا وضوح ممکن ہو سکے۔

سفیان ثوری کی تبحر علمی اور جلالت شان کسی سے مخفی نہیں، اور ائمہ جرح و تعدیل کا ان کو توثیق و تعدیل کے اعلیٰ مراتب پر فائز کرنا ہی انکی احادیث نبویہ کے باب میں اہمیت کو واضح کرتا ہے[۷]۔ جبکہ ابو بکر بن عیاش اگرچہ ثقہ راوی ہیں تاہم انکا ضبط بڑھاپے میں کچھ کمزور ہو گیا تھا[۸]، غالبا یہی وجہ ہے کہ جسکی وجہ سے امام ابو حاتم نے ان کی موصول روایت پر امام سفیان ثوری کی مرسل روایت کو ترجیح دی۔

لیکن اسکے بر عکس امام بخاری نے اس موصول روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی " صحیح "میں ذکر فرمایا جو کہ اس روایت اور ابو بکر بن عیاش پر اعتماد کی واضح دلیل ہے۔ تاہم جیسا کہ ہم نے ذکر کیا کہ امام بخاری اسکو ذکر کرنے میں تنہا نہیں ہیں بلکہ باقی ائمہ حدیث بھی اس روایت کو موصول ذکر کرنے میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ کا مظاہرہ نہیں فرماتے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی روایت مکمل طور سے مرجوح نہیں بلکہ اسکی ترجیح کے بھی اسباب موجود ہیں۔

فتح الباری کے مقدمہ میں حافظ ابن حجر ابو بکر بن عیاش کا تذکرہ کرتے ہوئے انکے اوہام کی طرف اشارہ فرماتے ہیں اور صراحتا کہا کہ صحیح بخاری میں انکی روایات متابعات کی موجودگی کی وجہ سے ممکن ہیں[۹]، اسی بات کو امام عبدالرحمٰن المعلمی نے بھی اپنی کتاب میں واضح انداز میں ذکر فرمایا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کے سوءِ حفظ کی وجہ سے امام بخاری نے بھی انکی روایات سے اجتناب کیا ہے لیکن جن روایات کی متابعت پائی جاتی ہے تو ابو بکر بن عیاش کی ایسی روایات وہ نقل کر دیتے ہیں"[۱۰]۔ لیکن روایات کے تتبع و استقصاء سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر بن عیاش کی مذکورہ روایت کا کوئی متابع صحیح بخاری میں

کہیں دوسری جگہ موجود نہیں، اور نہ ہی حافظ ابن حجر نے فتح الباری کے مقدمہ میں انکی روایات کے متابعات میں اس روایت کی کسی متابعت کی طرف اشارہ فرمایا ہے حالانکہ حافظ موصوف نے انکا ذکر فرماتے ہوئے ان کی کچھ روایات کے متابعات ذکر بھی کئے ہیں[۱۱]۔ لہٰذا یہ کہنا بے جا ہوگا کہ امام بخاری نے یہ روایت متابعت کی وجہ سے ذکر کی ہے۔

ابو بکر بن عیاش کے احوال پر مزید غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ابن حجر نے انکا ذکر کرتے ہوئے ان کے سوء حفظ کی طرف اشارہ کرنے کے بعد اس بات کا اضافہ کیا ہے کہ اگرچہ انکے حافظے میں خلل واقع ہو گیا تھا لیکن انکی روایات اگر انکی کتاب سے لی گئی ہوں تو وہ صحیح ہیں[۱۲]، اور یہی بات ابن ابی حاتم نے اپنے والد ابو حاتم سے بھی ایک مقام پر نقل کی ہے[۱۳]۔

اس بات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام بخاری کی اس روایت کو اپنی صحیح میں ذکر کرنے کا قرین احتمال یہ ہو سکتا ہے کہ انہیں یہ روایت انکی کتاب سے ملی ہو جس کے بارے میں ائمہ محدثین کا اتفاق ہے کہ وہ صحیح ہے۔یہی وجہ ہے کہ امام دار قطنی نے بھی اس طریق موصول کو صحیح قرار دیا ہے[۱۴]۔ جبکہ امام بزار اور امام بیہقی کے طریق کار سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ یہی موصول طریق ہی صحیح ہے[۱۵]۔تاہم یہ احتمال ہی ہے اس کی کوئی دلیل ہمیں متقدمین علماء کے ہاں کسی بھی کتاب میں نہیں مل سکی۔واللہ أعلم بالصواب

حدیث نمبر ۲:

اس سلسلے کی دوسری روایت بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ کا فرمان نقل کرتے ہیں، "من استلجج في أهله يمينا، فهو أعظم إثما"[۱۶]، امام ابن ابی حاتم نے جب ابو حاتم سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے تفصیل سے اس کے باقی طرق کی طرف اشارہ فرمایا، جو وصل اور ارسال کے ساتھ مختلف کتب حدیثیہ میں مذکور ہیں۔

امام بخاری نے اس روایت کے موصول طریق کو اپنی صحیح میں جگہ دی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انکے نزدیک طریق موصولہ صحیح ہے، جبکہ ابو حاتم نے سوال کا جواب دیتے ہوئے مرسل روایت کو ترجیح دی[۱۷]۔

دراسہ سے معلوم ہوا کہ اس روایت کا مدار "یحییٰ بن ابی کثیر" ہیں، جن سے روایت کرتے ہوئے انکے دو شاگردوں (معاویہ بن سلام، معمر بن راشد) میں اختلاف واقع ہوا، امام بخاری رحمہ اللہ نے معاویہ بن سلام کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے انکی موصولہ روایت کو اپنی صحیح میں ذکر فرمایا، جبکہ اسکے برعکس ابو حاتم نے معمر کی مرسل روایت کو صحیح ٹھہرایا[۱۸]۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ یحییٰ بن سعید القطان کے مطابق محدثین کے نزدیک ابن ابی کثیر کی مرسل روایات کا کوئی مرتبہ نہیں ہے[۱۹]۔ تاہم یہاں چونکہ معمر و معاویہ کا اختلاف ہوا ہے، لہٰذا ان دونوں کے احوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں ثقہ ہیں لیکن یحییٰ بن ابی کثیر کی روایات کے نقل کرنے کے بارے میں محدثین کے ہاں معاویہ بن سلام زیادہ قابل اعتبار ہیں[۲۰]۔ اگرچہ امام ابو حاتم انکے مقابلے میں معمر کو ترجیح دیتے ہیں، لیکن بغور دیکھا جائے تو حقیقت یہی ہے کہ معمر بن راشد اگرچہ ثقہ ہیں تاہم انکی روایات مطلقاً معتبر نہیں ہیں بلکہ کہیں کہیں انہیں وہم لاحق ہوتا ہے جیسے ثابت البنانی، سلیمان بن مہران اور ہشام سے انکی روایات کے بارے میں محدثین کے اقوال شاہد ہیں[۲۱]۔ اور بصرہ میں انکی روایت کی گئی احادیث میں اوہام کی طرف تو خود امام ابو حاتم نے بھی اشارہ کیا ہے[۲۲]۔ یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے معمر بن راشد کی روایت کو مرجوح قرار دیا اور انکے ارسال کو صراحتاً انکی غلطیوں میں شمار کیا، بلکہ انہوں نے انکے متن کی غلطی کو بھی وضاحت کے ساتھ ذکر کیا[۲۳]۔ دوسری جانب دیکھا جائے تو امام بخاری اس موصولہ روایت کے ذکر کرنے میں تنہا نہیں ہیں بلکہ ائمہ حدیث میں سے ابن ماجہ، امام حاکم، بیہقی، طبرانی اور امام طحاوی بھی اس میں شامل ہیں[۲۴]۔

ان تمام کبار علماء محدثین کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاری کی ترجیح قابل اعتبار ہے اور امام ابن ابی حاتم کو اس روایت کی ترجیح میں وہم لاحق ہوا ہے۔

حدیث نمبر ۳: اس سلسلے کی تیسری روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث " كان النبي صلى الله عليه وسلم يذكر الله تعالى على كل أحيانه"[۲۵]، ہے جسکے بارے میں امام ابوزرعہ رحمہ اللہ سے جب امام ابن ابی حاتم نے سوال کیا تو انہوں نے اس روایت کے تفرد کو زیر بحث لاتے ہوئے اسکو معلول قرار دیا، لیکن انہی کے مؤقف کو جب ابو حاتم کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے مذکورہ روایت سے استدلال پکڑتے ہوئے فقہی مسئلہ کا استنباط کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک یہ روایت صحیح

ہے[۲۶]، اور یہی مؤقف امام مسلم کا بھی ہے جیسا کہ انہوں نے اپنی صحیح میں اس روایت کی تخریج سے ظاہر کیا ہے[۲۷]۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت امام مسلم کے علاوہ ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی نقل کی ہے[۲۸]۔

اگرچہ امام ابو زرعہ نے مذکورہ روایت کو تفرّد کی بناء پر معلّل قرار دیا ہے تاہم ہر تفرّد ضعیف نہیں ہوتا، بلکہ محدثین کے نزدیک صرف وہ تفرد معلول ہوتا ہے جسکے روایت کرنے والے اس حیثیت و مرتبے کے نہ ہوں جنکے تفردات کو قبول کیا جاسکے، لہٰذا اگر رواۃ حدیث تعدیل کے اعلیٰ مراتب پر ہوں تو انکے تفرد کو قبول کرنے میں محدثین کسی قسم کے تامل کامظاہرہ نہیں کرتے۔مذکورہ مسئلہ میں بھی یہی صورتحال ہے، خالد بن سلمہ اور عبد اللہ البہی اگرچہ حدیث کی روایت کے باب میں زیادہ معروف نہیں ہیں اور محدثین کی اصطلاح کے مطابق " قلیل الحدیث " سے تعبیر کئے جاتے ہیں، لیکن خالد بن سلمہ کو نقاد کی ایک بڑی تعداد نے ثقہ قرار دیا ہے سوائے امام ابو حاتم کے، انہوں نے اس کے بارے میں کہا کہ " شیخٌ، یُکتب حدیثه "، اور جرح و تعدیل کے باب میں امام ابو حاتم کا تشدد معروف ہے۔ جبکہ عبد اللہ البہی کی توثیق میں ابن سعد و ابن حبان کا اتفاق ہے[۲۹]۔ جبکہ ابو حاتم نے اسے بھی " مضطرب الحدیث " کہا ہے[۳۰]۔

اور ماہرین فن سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ امام ابو حاتم کے تشدد کے سبب انکی جرح کو امام ابن حبان کی توثیق پر مقدم نہیں کیا جاسکتا، خصوصاجب ابن حبان کی موافقت ابن سعد نے بھی کی ہو کیونکہ وہ نقدِ رجال میں معتدل معروف ہیں[۳۱]۔ یہاں ابن حبان کا تساہل بھی زیر بحث نہیں آنا چاہئے کیونکہ ان کا تساہل صرف مجاہیل کی توثیق میں معروف ہے ورنہ جرح میں وہ بھی متشدد مشہور ہیں[۳۲]۔

لہٰذا مختصراً یہ کہ یہ دونوں راوی اگرچہ روایات کے باب میں معروف نہیں ہیں لیکن توثیق میں نقاد نے انکو مسترد نہیں کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ انہوں نے روایات کو مکمل ضبط کے ساتھ محفوظ کرکے اسکی ادائیگی کی۔یہی بنیادی سبب ہے کہ امام مسلم نے بھی انکی روایت کو قبول کرتے ہوئے اسے اپنی صحیح میں رکھا۔لہٰذاابو زرعہ کا انکی روایت کو تفرد کی بناء پر ضعیف قرار دینا محل نظر ہے۔ جبکہ امام

ابو حاتم باوجود ان دونوں کی تضعیف کے ان کی روایت سے استنباط فرما رہے ہیں جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ روایت قابل احتجاج ہے اور امام ابو زرعہ کا اختلاف قابل التفات نہیں۔ واللہ اعلم

حدیث نمبر ۴:

اس سلسلے کی اگلی روایت نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے "الامام ضامن، والمؤذن مؤتمن، اللهم ارشد الائمة، واغفر للمؤذنين "، جب امام ابو حاتم نے یہ روایت ذکر فرمائی تو انہوں نے اسکے دوسرے طریق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ سلیمان بن مہران الاعمش نے یہ روایت ابو صالح کے طریق سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند میں ذکر کی ہے۔ جبکہ یہی روایت محمد بن ابی صالح، اپنے والد ابو صالح کے طریق سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی مسند میں سے ٹھہراتے ہیں۔ تاہم امام ابو حاتم نے امام اعمش کی روایت کو ترجیح دی [۳۳]، اور امام ابو زرعہ نے بھی انکی موافقت کی ہے [۳۴]، لیکن امام بخاری رحمہ اللہ نے عائشہ رضی للہ عنہا کی روایت کو صحیح قرار دیا [۳۵] اور امام دار قطنی نے بھی اسی قول کی تائید کی ہے [۳۶]۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کا مدار " ابو صالح " پر ہے، جو کہ محدثین کے نزدیک ثقہ راوی ہیں [۳۷]، جبکہ ان کے شاگردوں کے درمیان روایت کے مخرج میں اختلاف واقع ہوا ہے، امام اعمش اسے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں [۳۸] اور محمد بن ابی صالح اسے عائشہ کی روایت ٹھہراتے ہیں [۳۹]۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے باقی طرق کا استقصاء کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام اعمش کو اس روایت کے نقل کرنے میں شک لاحق ہوا ہے، کبھی وہ ابو صالح سے براہ راست روایت کرتے ہیں جیسا کہ اوپر گزر چکا اور کبھی مبہم راوی کے واسطہ سے ذکر کرتے ہیں جیسا کہ امام احمد، ابو داؤد اور ابن خزیمہ کی روایات سے واضح ہوتا ہے [۴۰]۔ تاہم امام ابن خزیمہ روایتِ اعمش ذکر کرنے کے بعد صراحتاً فرماتے ہیں کہ محمد بن ابی صالح جیسے سینکڑوں سے ایک اعمش مجھے زیادہ محبوب ہے [۴۱]۔

لیکن قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی شک کی بنیاد پر امام بخاری نے اعمش کی روایت کو مسترد کیا اور امام ترمذی کے سوال کے جواب میں محمد بن ابی صالح کی روایت کو راجح قرار دیا [۴۲]۔ لیکن امام اعمش کے شک کے باوجود انکی موصول روایت کی متابعت سہیل بن ابی صالح کر رہے ہیں، جو کہ امام ابو حاتم اور دیگر ائمہ کی ترجیح کی حتمی اور یقینی بنیاد ہے [۴۳]۔

ان دونوں روایات کی مذکورہ ممکنہ تعلیل کی وجہ سے بعض ائمہ محدثین اس جانب گئے ہیں کہ نہ ابو ہریرہ کی روایت ثابت ہے اور نہ ہی عائشہ رضی اللہ عنہا کی، جیسا کہ امام ترمذی نے امام علی ابن المدینی کا قول نقل کیا ہے [۴۴]، لیکن ابن المدینی کی یہ رائے قابل التفات نہیں ہے کیونکہ سہیل بن ابی صالح کے علاوہ ابو اسحاق السبیعی بھی محمد بن ابی صالح کی متابعت کر رہے ہیں [۴۵]۔ حسبِ عادت امام ابن حبان نے دونوں روایات کے درمیان تطبیق کی کوشش کرتے ہوئے یہ رائے اختیار کی کہ ابو صالح کا عائشہ وابو ہریرہ رضی اللہ عنہم دونوں سے یہ روایت سننے کا احتمال ہے [۴۶]۔

تاہم تمام طرق کی دراسہ اور تحقیق، امام اعمش کی روایت کے متابعات اور دیگر ائمہ علل کے تائیدی اقوال سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام ابو حاتم وابو زرعہ کا قول صحیح ہے جبکہ امام بخاری کی ترجیح دی گئی روایت مختلف جہات سے مرجوح ہے۔ واللہ اعلم

حدیث نمبر ۵:

اس سلسلے کی اگلی روایت جسے امام مسلم نے اپنی صحیح میں ذکر کیا جو کہ صحتِ روایت پر دلالت کر رہی ہے جبکہ امام ابو زرعہ نے اسے وہمِ راوی قرار دیتے ہوئے اسکی تضعیف کی، وہ روایت " أعطى النبي صلى الله عليه وسلم أبا سفيان - يوم حنين - وصفوان بن أمية، وعيينة بن حصن، والأقرع بن حابس، مئة من الإبل" [۴۷]، ہے اور اسکے متوازی دوسری سند ذکر فرما کر اسے قابل اعتماد گردانا۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ دونوں اسانید صحیحین یا ان میں سے کسی ایک کتاب میں موجود ہیں، پہلی سند جو عمر بن سعید کی اپنے والد سعید بن مسروق بطریق عبایہ بن رفاعہ بن رافع سے مروی ہے [۴۸]، جبکہ دوسری سند سفیان بن سعید کی اپنے والد سعید سے بطریق ابن ابی نعیم مروی ہے [۴۹]۔

ان دونوں میں سے پہلے طریق کے بارے میں امام ابو حاتم فرماتے ہیں کہ یہ طریق صحیح نہیں ہے اور اسکی غلطی کو "عمر بن سعید" کی طرف منسوب کرتے ہوئے دوسرے طریق کو جو اسی عمر کے بھائی سفیان ثوری سے مروی ہے، اسے صحیح قرار دیا۔

دراسہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارِ سند "سعید بن مسروق" راوی ہیں، اور ان سے روایت کرنے والے دونوں راوی، عمر بن سعید اور سفیان بن سعید، انہی کے فرزند ہیں، جو دو مختلف روایتیں نقل کر رہے ہیں۔ اور دونوں ثقات میں سے ہیں [۵۰]۔ لیکن سفیان ثوری مشہور و معروف امام ہیں جن کا مرتبہ جرح و

تعدیل کے ائمہ کے نزدیک انکے بھائی سے نسبتاً زیادہ ہے، جبکہ ان کی متابعت کرنے والے "عمارۃ بن القعقاع" ثقہ راوی بھی ہیں[۵۱]۔

غالباً یہی وجہ ہے کہ امام ابو حاتم نے سفیان ثوری کے مرتبہ اور عمارۃ بن القعقاع کی متابعت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہی کی روایت کو صحیح قرار دیا اور عمر بن سعید کی روایت کو تفردِ راوی کی وجہ سے مسترد کر دیا، لیکن دیگر ائمہ نے مطلّقا تفرد کی بناء پر عمر بن سعید کی روایت کو مرجوح نہیں ٹھہرایا، بلکہ دونوں روایات کو صحیح قرار دیا، کیونکہ دونوں طرق سے صحیح منقول ہونے کا احتمال ہے۔ لہٰذا مذکورہ مسئلہ میں امام ابو حاتم کی ترجیح قابل اعتماد نہیں، اگرچہ انہوں نے اس معاملے میں قرائن ترجیح کو استعمال کرتے ہوئے طریقِ سفیان ثوری کو راجح قرار دیا ہے، واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۶:

اگلی روایت جس میں امام بخاری اور امام ابو زرعہ کا اختلاف واقع ہوا ہے وہ " أن النبي ﷺ قال يوم بدر: هذا جبريل، أخذ برأس فرسه، عليه أداة الحرب" ہے، مذکورہ روایت امام بخاری نے اپنی صحیح میں ابراہیم بن موسیٰ سے بطریق عکرمہ، عبد اللہ بن عباس سے نقل کی ہے[۵۲]، جس کے بارے میں امام ابو زرعہ سے پوچھنے پر انہوں نے اسے مرجوح قرار دیا، اور سند میں عبد اللہ بن عباس کے ذکر کو ابراہیم بن موسیٰ کا وَہم جانا۔ لہٰذا امام ابو زرعہ نے روایت کے ارسال کو راجح ٹھہرایا[۵۳]۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مدارِ سند "عبد الوہاب بن عبد المجید" ہیں، جو کہ ائمہ جرح و تعدیل کے نزدیک ثقہ راوی ہیں[۵۴]، جبکہ ان کے تلامذہ کے مابین اس سند کے اتصال وارسال میں اختلاف واقع ہوا، ابراہیم بن موسیٰ اسے موصول ذکر کرتے ہیں، جبکہ ابو بکر بن ابی شیبہ ان سے مرسل روایت نقل کرتے ہیں[۵۵]۔ ابراہیم بن موسیٰ اور ابو بکر دونوں محدثین کے ہاں قابل اعتماد ہیں[۵۶]۔

اصولِ علل و قواعد کی رُو سے قرائن ترجیح کے انطباق کی صورت میں ابراہیم بن موسیٰ کی روایت قابل ترجیح ہے، کیونکہ ابراہیم بن موسیٰ کے بارے میں امام ابن ابی حاتم انہی امام ابو زرعہ کا قول نقل کرتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ میرے نزیک ابراہیم بن موسیٰ، ابو بکر بن ابی شیبہ سے زیادہ حافظ ہیں اور زیادہ قابلِ اعتماد ہیں، جبکہ ان کے کلام سے یہ بات بھی مترشح ہوتی ہے کہ وہ ضبط کے ساتھ ساتھ کتابت کو بھی ملحوظ رکھتے تھے[۵۷]۔

ایسی صورت میں امام ابو زرعہ کا ابو بکر بن ابی شیبہ کی روایت کو ترجیح دینا سمجھ سے بالاتر ہے، جبکہ امام بخاری کا اس معاملے میں صنیع مکمل طور سے قواعد کے عین مطابق ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ روایتِ مذکورہ میں اختلاف کی صورت میں امام بخاری کا طریق قابل التفات و اصول ترجیح کے عین مطابق ہے، واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۷:

اس سلسلے کی اگلی روایت جابر بن عبد اللہ کی دو روایتیں ہیں فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا، " رحم الله عبدا إذا باع سمحا، إذا اقتضى سمحا، إذا اشترى سمحا "[۵۸]، اور دوسری روایت رسول کریم ﷺ کا یہ قول مبارک ہے، " كل معروف صدقة "[۵۹]، ان دونوں روایات پر امام ابو حاتم نے "منکر" کا اطلاق کیا ہے جس سے ان روایات کا ضعف عیاں ہوتا ہے جبکہ امام بخاری نے دونوں روایات کو اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے جو کہ واضح تعارض پر دلالت کر رہا ہے۔امام بخاری ان روایات کے ذکر کرنے میں تنہا نہیں ہیں بلکہ پہلی روایت امام بخاری کے علاوہ امام احمد، امام ابن ماجہ، امام ترمذی اور ابن حبان نے بھی ذکر کی ہے[۶۰]، جبکہ دوسری روایت امام بخاری کے علاوہ امام ابن حبان نے بھی ذکر کی ہے[۶۱]۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ روایت کا مدار "محمد بن المنکدر" پر ہے، جو کہ بذات خود ثقہ راوی ہیں[۶۲]۔ جبکہ دونوں روایات ان سے "ابو غسان محمد بن مطرف" روایت کرتے ہیں جو کہ محدثین کے نزدیک قابل اعتماد ہیں[۶۳]۔ لہٰذا دونوں روایات میں کسی قسم کا سقم نہیں پایا جاتا سوائے راوی کے تفرّد کے، اور غالبا اسی تفرد کو مد نظر رکھتے ہوئے امام ابو حاتم نے دونوں روایات پر منکر کا حکم لگایا ہے۔ بصورت دیگر ائمہ کے نزدیک روایت کے صحیح ہونے میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں پایا جاتا، لہٰذا امام ابو حاتم کی ترجیح قابل التفات نہیں ہے، خصوصا جب کہ پہلی روایت میں میں ابو غسان کی متابعت بھی موجود ہے، جو کہ "زید بن عطاء" راوی ہے[۶۴]، جو کہ خود محدثین کے ہاں مقبول کے مرتبہ پر ہیں[۶۵]، واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۸:

اگلی روایت جس میں امام ابو حاتم اور امام بخاری کا اختلاف واقع ہوا ہے وہ مقدام بن معدیکرب τ کی روایت ہے جس میں وہ نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں، " كيلوا طعامكم، يبارك لكم فيه "[۶۶]،

روایتِ مذکورہ کے بارے میں جب امام ابن ابی حاتم نے ابو حاتم سے سوال پوچھا تو انہوں نے روایت کا تحلیلی تجزیہ کرتے ہوئے اس طریق کو ترجیح دی جس میں ایک راوی "جبیر بن نفیر" حذف ہے۔

در حقیقت مذکورہ روایت "ثور بن یزید" خالد بن معدان کے واسطے سے جبیر بن نفیر کے ذکر کے ساتھ مقدام سے نقل کرتے ہیں[۶۷]، جبکہ بحیر بن سعد اسی طریق کو نقل کرتے ہیں، لیکن جبیر بن نفیر کو اس میں سے ساقط کرتے ہوئے روایت کو مقدام بن معدیکرب سے نقل کرتے ہیں[۶۸]۔

ان دونوں طرق میں سے امام ابو حاتم، ثور بن یزید کے طریق کو راجح قرار دیتے ہیں، جبکہ امام بخاری کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طریق ثانی، جس میں سے جبیر بن نفیر ساقط ہیں، کو ترجیح دیتے ہیں۔

امام ابو حاتم اگرچہ "ثور بن یزید" کی روایت کو راجح قرار دیتے ہیں تاہم ثور بن یزید کی مذکورہ روایت جو عبد اللہ بن المبارک سے انکے شاگرد "ابو الربیع الزہرانی" نقل کرتے ہیں، اور جبیر بن نفیر کا ذکر واضح انداز میں کرتے ہیں، لیکن اسی روایت کا دوسرا طریق جو عبد الرحمٰن بن مہدی، ابن المبارک سے نقل کرتے ہیں، اس میں وہ ابو الربیع کی مخالفت کرتے ہوئے "جبیر بن نفیر" کو حذف کرتے ہیں[۶۹]۔

عبد اللہ بن المبارک کے شاگردوں میں اختلاف کی صورت میں قواعدِ علل کی رو سے عبد الرحمٰن بن مہدی کو یقینی طور سے فوقیت حاصل ہوتی ہے[۷۰]، لہٰذا یہاں بھی انہی وجوہات کو دیکھتے ہوئے امام بخاری نے ابن مہدی کی روایت کو ترجیح دیتے ہوئے اپنی صحیح میں اس کا ذکر کیا، جبکہ وہاں ولید بن مسلم، ابن المبارک کی متابعت بھی کر رہے ہیں، امام ابو نعیم نے بھی ثور بن یزید کی روایت جو حذفِ جبیر کے ساتھ منقول ہے، کو ذکر کرتے ہوئے اسپر صحت کا حکم لگایا ہے[۷۱]۔

اگرچہ امام ابو حاتم کی روایت کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ یہ فرماتے ہوئے اسکی تائید کرتے ہیں کہ "ثور بن یزید" کی روایت "مزید فی متصل الاسانید" کے قبیل سے ہے، تاہم مذکورہ بالا وجوہات کی بناء پر امام بخاریؒ کی روایت کو ترجیح حاصل ہے، جو کہ حذفِ جبیر بن نفیر کے ساتھ ہے، واللہ اعلم۔

حدیث نمبر۹:

اگلی روایت جس میں امام ابو حاتم اور امام بخاری کا اختلاف واقع ہوا ہے وہ "إن هذا القرآن سبب، طرفه بيد الله، وسبب طرفه بأيديكم، فتمسكوا به، فإنكم لن تضلوا" ہے، مذکورہ روایت

اگرچہ امام بخاری نے صراحتاً اپنی صحیح میں ذکر نہیں کی، لیکن امام بیہقی □ نے امام بخاری کا قول نقل فرمایا ہے کہ اس روایت کا مرسل طریق ہی صحیح ہے[۷۲]۔

تفصیل اس تحقیق کی کچھ اس طور سے ہے کہ امام ابو حاتم نے مذکورہ روایت کے تین طُرق ذکر فرماتے ہوئے ان میں سے ایک طریق کی صحت کی طرف اشارہ فرمایا، جو کہ نافع بن جبیر سے بطریق "ابو اسامہ" بواسطہ عبدالحمید بن جعفر اور مسلم بن إبي حرة، مرسل مروی ہے[۷۳]، جبکہ باقی دو طرق میں سے پہلا طریق ابو شُریح سے بطریق "ابو خالد الاحمر" بواسطہ عبد الحمید بن جعفر اور سعید المقبری، موصولا مروی ہے[۷۴]، اور دوسرا طریق نافع بن جبیر سے بطریق "لیث بن سعد" بواسطہ سعید المقبری مرسل مروی ہے[۷۵]، امام بخاری نے اسی "لیث بن سعد" کے طریق کو صحیح قرار دیا، جیسا کہ امام بیہقی کا قول گذر چکا۔ جبکہ امام ابو حاتم نے ابو اسامہ کے طریق کو صحیح قرار دیا، غالباً انکے مد نظر عبدالحمید بن جعفر کے دو شاگردوں کا اختلاف تھا، جس میں سے یقینی طور سے ابو اسامہ حماد بن اسامہ قابل اعتماد ہیں، کیونکہ انکے مقابلے میں ابو خالد الاحمر اس درجے کے راوی نہیں ہیں کہ اختلاف کی صورت میں ابو اسامہ پر انہیں ترجیح دی جائے[۷۶]، لیکن دوسری طرف امام لیث بن سعد چونکہ باقی دونوں سے مرتبہ میں بڑھے ہوئے ہیں[۷۷]، لہٰذا امام بخاری نے اس طریق میں انہیں مد نظر رکھتے ہوئے اسے راجح قرار دیا۔ جبکہ امام بیہقی □ کے صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اسی کے قائل ہیں، اور امام مناوی نے بھی انکی تائید کرتے ہوئے لیث بن سعد کے ارسال کو راجح قرار دیا ہے[۷۸]۔ لہٰذا امام بخاری کی ترجیح قابل قبول ہے، جبکہ امام ابن حجر نے دونوں میں تطبیق دیتے ہوئے یہ قول اختیار فرمایا ہے کہ امام بخاری کا ترجیح دینا "نافع بن جبیر" کی روایت کے ساتھ خاص ہے، اور انکا یہ حکم ابو شریح کی روایت کے مذکورہ اختلاف کی طرف متعدی نہیں ہوگا[۷۹]، اس سے معلوم ہوا کہ ابو شریح کی روایت کا لیث بن سعد کی روایت سے کوئی سروکار نہیں ہوگا، بلکہ دونوں طرق اپنی اپنی جگہ درست قرار دئے جائیں گے، تاہم ایسی صورت میں بھی امام ابو حاتم کا پہلے دونوں طرق، جو ابو خالد الاحمر اور لیث سے مروی ہیں، کو مطلقاً فاسد قرار دینا خطا سے خالی نہیں، واللہ اعلم۔

حدیث نمبر ۱۰:

اس سلسلے کی اخری روایت جس میں امام ابو حاتم کا صحیحین یا دونوں میں سے کسی ایک کی روایت پر تعلیل کا حکم محلّ نظر واقع ہوا ہے وہ " ضرب النبي ﷺ مثل الصلوات الخمس كمثل نهر على باب أحدكم يغتسل منه كل يوم خمس مرات "[۸۰] ہے، جب امام ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے اس بابت دریافت فرمایا تو انہوں نے جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ حفاظ محدثین کرام اس روایت کا وہ طریق نقل کرتے ہیں جو "عبید بن عمیر" سے بطریق امام اعمش بواسطہ ابو سفیان مروی ہے، اور اسی طریق کو امام ابو حاتم نے صحیح ٹھہرایا ہے[۸۱]۔

باقی رہا وہ طریق جو امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے وہ جابرؓ سے بطریق امام اعمش بواسطہ ابو سفیان موصولا مروی ہے[۸۲]۔ گویا کہ امام مسلم اس طریق کو اپنی صحیح میں ذکر کرتے ہوئے اسے ہی راجح قرار دے رہے ہیں۔ تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت کے طرق میں امام سلیمان بن مہران الاعمشؒ کے اصحاب میں اختلاف واقع ہوا ہے، کچھ اصحاب اس روایت کو مسند جابر میں سے شمار کرتے ہیں جن میں محمد بن حازم، محمد بن فضیل، عمار، یعلیٰ بن عبید، اور ابن نمیر شامل ہیں[۸۳]۔ جبکہ کچھ باقی اسے مسند عبید بن عمیر میں سے گردانتے ہیں جن میں وکیع بن الجراح، امام ثوری اور ابو معاویہ شامل ہیں[۸۴]۔

ایسی صورت میں علم العلل کے اصول و ضوابط کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ فیصلہ کرنا قطعی مشکل نہیں ہے کہ کونسا طریق صحیح ہے، اختلافِ راوی کی صورت میں اس شاگرد کو ترجیح دی جاتی ہے جو اپنے شیخ کے ساتھ ملازمت تامہ رکھتا ہو، کتب کی مراجعت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام اعمش کے شاگردوں میں اختلاف کی صورت میں امام ثوری کو ترجیح حاصل ہوتی ہے[۸۵]، اسکے علاوہ یہاں مذکورہ روایت میں ابو معاویہ اور وکیع کا اختلاف واقع ہوا ہے، جبکہ ترجیح کی صورت میں ائمہ محدثین کے ہاں بات مزید پیچیدگی اختیار کر جاتی ہے جب کچھ محدثین ابو معاویہ کو مقدم کرتے ہیں اور کچھ امام وکیع کو، جیسے امام یعقوب بن شیبہ اور عبد الرحمٰن بن مہدی کے اقوال سے ثابت ہوتا ہے۔ بلکہ امام یعقوب بن شیبہ کے اپنے اقوال اس بارے میں تضاد کا شکار ہیں۔

یہاں متعدد قرائن کی رُو سے امام ابو حاتم کا قول صحیح نظر آتا ہے:

۱۔ امام سلیمان بن مہران الاعمش کے شاگردوں کے درمیان اختلاف کی صورت میں محدثین امام ثوری کی روایت کو ترجیح دیتے ہیں، جیسا کہ گزر چکا۔

۲۔ اگرچہ ابو معاویہ ایک طریق میں امام وکیع کی مخالفت کرتے پائے گئے ہیں تاہم دوسرے مقام (امام بخاری کی خلق افعال العباد) پر وہ امام وکیع کی متابعت کر رہے ہیں۔

۳۔ امام وکیع بن الجراح اس طریق کے لانے میں "سلوك غير جادة" کے مرتکب واقع ہوئے ہیں۔

ان تمام قرائن کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ قواعد کی رُو سے امام ابو حاتم کا قول صحیح ہے، واللہ اعلم۔

خلاصۂ بحث:

علمِ علل کے جلیل القدر ائمہ (امام ابو زرعہ واِبو حاتم) کے اقوال کی تحقیق، خصوصا امام بخاری و مسلم کی روایات کے بارے میں انکے زاویہ نظر کو بنظر غائر پرکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ امام ابو حاتم وابو زرعہ اگرچہ علل کے میدان میں امتیازی شان رکھتے ہیں، لیکن امام بخاری وامام مسلم رحمہما اللہ کی آراء کے تنقیدی جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابو حاتم واِبو زرعہ رحمہما اللہ علم العلل میں اختلاف اسانید کے سلسلے میں قرائن ترجیح کو مطلّقا بروئے کار لاتے ہیں، اور اصول کو ظاہری اعتبار سے لاگو کرتے ہیں، جبکہ شیخین خصوصا امام بخاریؒ دقتِ تحقیق کو مد نظر رکھتے ہیں، اور قرائنِ ترجیح کے علاوہ دوسرے امور بھی زیر بحث لاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ زیر تحقیق مقالہ میں امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ کی ذکر کردہ آراء قابل ترجیح رہیں اور انکے اقوال مضبوط دلائل پر قائم رہے، تاہم جہاں کہیں امام بخاری یا امام مسلم کا قول مذکورہ دونوں ائمہ کے اقوال سے منافی سامنے آتا ہے لیکن وہ صحیحین میں وہ روایت موجود نہ ہو، تو اس میں پھر امام ابو حاتم کے اقوال قابل قبول نظر آتے ہیں۔

زیر نظر مقالہ کی تکمیل سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ تفرد راوی کے بارے میں امام ابو حاتم کا منہج باقی محدثین سے یکسر مختلف معلوم ہوتا ہے، تاہم اس معاملے میں مزید تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ یہ بات واضح طور سے سامنے آسکے کہ یا تفرد راوی مطلّقا امام ابو حاتم کے نزدیم مرجوح ہے یا یہ موضوع مزید کسی قسم کی تفصیل کا متقاضی ہے۔

امام ابو زرعہ کے اقوال سے بھی یہ مترشح ہوتا ہے کہ وہ بھی قواعد ترجیح کے اطلاق کے قائل ہیں جیسا کہ ان کے پیشرو ابو حاتم کا مسلک ہے۔

کہیں کہیں امام مسلم کے اقوال (جہاں انہوں نے امام بخاری سے تفرد اختیار کیا) کے مرجوح ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری کی صحیح کا مرتبہ انکے اختیار کئے گئے اصول اور قواعد کی رُو سے یقینا امام مسلم سے بڑھ کر ہے، اور یہی وجہ ہے کہ امام ابو حاتم کی بعض ترجیحات کے مقابلے میں امام مسلم کے اقوال دلائل کی رو سے ضعیف معلوم ہوئے۔اس لحاظ سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ علم العلل میں امام ابو حاتم کا مرتبہ امام مسلم سے بڑھ کر ہے۔

تجویز:

مذکورہ بحث کی روایات کی چھان بین اور تحقیق و تفتیش کے بعد راقم کی رائے اور تجویز یہ ہے کہ اس موضوع پر مزید تحقیق ممکن ہے کیونکہ کئی روایات ایسی صحیحین میں موجود ہیں جن کے بارے میں امام ابن ابی حاتم نے امام ابو حاتم واِبو زرعہ کے تنقیدی اقوال اپنی کتاب علل الحدیث میں ذکر کئے ہیں۔اور ان پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہو سکا، بلکہ صحیحین کے علاوہ جو صحاح کی کتب (ابن حبان اور ابن خزیمہ اور ضیاء مقدسی کی کتب) ہیں ان میں مذکورہ روایات کو بھی امام ابو حاتم اور ابو زرعہ نے تختہ مشق ٹھہراتے ہوئے ان پر علل حدیث کے قواعد و ضوابط کا اطلاق کیا ہے، جن کی تحقیق و دراسہ انتہائی ضروری ہے، لہٰذا علم علل الحدیث کے باحثین اور محققین کے لئے یہ ایک تحقیق طلب موضوع بن سکتا ہے کہ وہ اس بارے تحقیق کرکے امام ابو حاتم اور ابو زرعہ کی تعلیلِ حدیث کے منہج کو واضح کرسکیں اور امام بخاری اور امام مسلم کے منہج کے ساتھ مقارنہ کے بعد چاروں ائمہ کے مناہج کی خصوصیات اور امتیازات کو شائقین کے سامنے لاسکیں۔

وصلى الله على النبي المصطفي.

حوالہ جات:

ا۔ ابو عبد الله البخاری، محمد بن إسماعيل، صحیح بخاری، تحقیق محمد زہیر، ط:١، ١٤٢٢ھ، دار طوق النجاۃ، ٥١/٣ حدیث نمبر ٢٠٤٤۔

۲۔ دیکھئے: ابن أبي حاتم، ابو محمد عبد الرحمن بن محمد، العلل لابن أبي حاتم، **تحقیق**: فريق من الباحثين بإشراف وعناية د/ سعد بن عبد الله الحميد و د/ خالد بن عبد الرحمن الجريسی، مطابع حميضی، ط: ا، ۱۴۲۷ھ۔ ۳/ ۳۵۔

۳۔ **صحیح بخاری ۳/ ۵۱ حدیث نمبر ۲۰۴۴۔**

۴۔ **دیکھئے بالترتیب: ابو** عبد الله الشيبانی، أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، **تحقیق** شعيب الأرنؤوط – عادل مرشد، وآخرون – إشراف: د عبد الله بن عبد المحسن التركی، ط: ا، ۱۴۲۱ھ، **مؤسسہ رسالہ-۲/ ۳۳۶، ابو محمد** الدارمی، عبد الله بن عبد الرحمن، **سنن دارمی، تحقیق حسین سلیم اسد**، ط: ا- ۱۴۱۲ھ، **دار المغنی**۔ السعودية، **حدیث نمبر ۱۹۰۷**، ابن ماجه القزوينی، ابو عبد الله محمد بن يزيد، **سنن ابن ماجہ، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی**، دار إحياء الكتب العربية- **حدیث نمبر ۱۷۶۹، ابو** داود السجستاني، سليمان بن الأشعث، سنن أبي داود بإشراف فضيلة الشيخ صالح بن عبد العزيز، دار السلام للنشر و التوزيع الرياض، ط: ا، **۱۴۲۰ھ– حدیث نمبر ۲۴۶۲، ابو** عبد الرحمن النسائي، أحمد بن شعيب بن علي الخراساني، السنن الكبرى، **تحقیق**: حسن عبد المنعم شلبی، مؤسسة الرسالة- **بیروت**، ط: ا، **۱۴۲۱ھ–، حدیث نمبر ۳۳۲۹**، ابو بكر ابن خزيمة، محمد بن إسحاق بن المغيرة، صحيحُ ابن خُزَيمة، تحقيق الدكتور محمد مصطفى الأعظمي – المكتب الإسلامي، ط: ۳، **۱۴۲۴ھ۔ حدیث نمبر ۲۲۲۱۔**

۵۔ **دیکھئے: ابن سعد**، محمد بن سعد بن منيع، الطبقات الكبرٰی، **تحقیق محمد عبد القادر عطاء**، ط: ا، ۱۴۱۰ھ، دار الكتب العلمية- **بیروت ۲/ ۱۵۰**۔

۶۔ **ملاحظہ ہو: ابو** الحجاج المزی، يوسف بن عبد الرحمن، تهذيب الكمال فی أسماء الرجال، **تحقیق د. بشار عواد معروف، مؤسسہ الرسالہ– بیروت**، ط: ا، ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹/ ۴۰۳۔

۷۔ **مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو**: تهذيب الكمال فی أسماء الرجال ۱۱/ ۱۵۴۔

۸۔ **دیکھئے**: تهذيب الكمال فی أسماء الرجال ۳۳/ ۱۲۹۔

۹۔ ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي، فتح البارى شرح صحيح البخارى، تحقيق فؤاد عبد الباقي، دار المعرفة- **بیروت**، ط: ۱۳۷۹ھ، ۱/ ۴۵۵۔

۱۰۔ المعلمي اليماني، عبد الرحمن بن يحيیٰ، التنكيل بما فی تأنيب الكوثرى من الأباطيل، المكتب الإسلامي۔ط: ۲، ۱۴۰۶ھ، ۷۷۹/۲۔

۱۱۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: ، حافظ ابن حجر کی فتح البارى ۴۵۵/۱۔

۱۲۔ ابن حجر العسقلاني، أحمد بن على، تقريب التهذيب، تحقيق: محمد عوامة، دار الرشيد۔ سوریا۔ط: ۱، ۱۴۰۶ھ، ۶۲۴/۱۔

۱۳۔ ابن أبي حاتم، عبد الرحمن بن محمد. الجرح والتعديل ط: ۱، طبعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ۳۵۰/۹۔

۱۴۔ الدارقطني، ابو الحسن علي بن عمر بن أحمد، العلل الواردة فى الأحاديث النبوية، تحقیق وتخریج: محفوظ الرحمٰن زین اللہ السّلفی دار طیبہ۔ الریاض، ط: ۱۴۰۵۱ھ۔ ۱۳۸/۱۵۔

۱۵۔ ابو بكر البزار، أحمد بن عمرو بن عبد الخالق بن خلاد، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، تحقيق: محفوظ الرحمن زين الله، وعادل بن سعد وصبرى عبد الخالق الشافعى، مکتبہ العلوم والحکم۔ المدینہ المنورۃ، ط: ۱، ۲۰۰۹م ۳۹۲/۱۵، ابو بكر البيهقى، أحمد بن الحسين، السنن الكبرى، تحقيق محمد عبد القادر عطاء، دار الكتب العلمية-بیروت، ط: ۲، ۱۴۲۴ھ، ۵۱۶/۴۔

۱۶۔ صحیح بخاری ۱۶۰/۸ حدیث نمبر ۶۶۲۶۔

۱۷۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: علل الحدیث ۱۵۶/۴۔

۱۸۔ مرسل روایت کے لئے ملاحظہ ہو: ابو بكر الصنعاني، عبد الرزاق بن همام، المصنف، تحقيق حبيب الرحمن الأعظمي، المكتب الإسلامى۔ بیروت، ط: ۲، ۱۴۰۳ھ، ۴۹۷/۸۔

۱۹۔ دیکھئے: تهذيب الكمال ۵۰۹/۳۱۔

۲۰۔ تهذيب الكمال ۵۰۹/۳۱۔

۲۱۔ دیکھئے: تهذيب الكمال ۳۰۳/۲۸۔

۲۲۔ دیکھئے: الجرح و التعديل ۱۱۶/۸۔

۲۳۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: فتح الباری ۵۱۹/۱۱۔

۲۴۔ انکی روایات بالترتیب: سنن ابن ماجة ۶۸۳/۱، ابو عبد الله الحاكم، محمد بن عبد الله بن محمد بن حمدوية بن نُعيم، المستدرك على الصحيحين، تحقيق : مصطفى عبد القادر عطا – دارالكتب

العلمية- بیروت، ط:۱، ۱۴۱۱ھ- ۳۳۴/۴، سنن بیہقی ۵۸/۱۰، ابو القاسم الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير، المعجم الأوسط، تحقيق: طارق بن عوض الله بن محمد، و عبد المحسن بن ابراهيم الحسيني، دار الحرمین- القاہرۃ، ۵۴/۵، أبو جعفر الطحاوي، أحمد بن محمد، شرح مشكل الآثار، تحقیق شعیب الأرنؤوط، مؤسسہ رسالہ، ط:۱، ۱۴۱۵ھ، ۱۴۴/۲۔

۲۵۔ النيسا بورى، مسلم بن الحجاج، صحيح مسلم، تحقیق: محمد فؤاد عبد الباقی، دار إحياء التراث العربي بیروت، ط:۱، ۱۳۷۵ھ-۱/ ۱۹۴حدیث نمبر ۷۵۵۔

۲۶۔ علل الحدیث ۵۸۵/۱۔

۲۷۔ صحیح مسلم ۱/ ۱۹۴حدیث نمبر ۷۵۵۔

۲۸۔ انکی روایات بالترتیب: سنن إبي داؤد حدیث نمبر ۱۸، الترمذی ابو عیسی، محمد بن عيسى بن سَوْرة بن موسى بن الضحاك، سنن الترمذی، تحقیق و تعلیق: أحمد محمد شاكر ومحمد فؤاد عبد الباقی، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابى الحلبى- مصر، ط:۲، ۱۳۹۵ھ- حدیث نمبر ۳۳۸۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۰۲، مسند احمد ۷۰/۶ حدیث نمبر ۲۴۹۱۴، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۲۰۷، ابو حاتم البستى، محمد بن حبان بن أحمد، الإحسان فى تقريب صحيح ابن حبان، ترتيب: الأمير علاء الدين على بن بلبان الفارسی، تحقق: شعیب الأرنؤوط- مؤسسہ الرسالہ، بیروت، ط:۱، ۱۴۰۸ھ. حدیث نمبر ۸۰۱۔

۲۹۔ ان کے احوال کے لئے دیکھئے بالترتیب: تهذيب الكمال ۲۴۱/۱۶، اور ۸۳/۸۔

۳۰۔ علل الحدیث ۷۷/۱۔

۳۱۔ ابو عبد الله الذهبی، شمس الدين محمد بن أحمد قايماز، ذكر من يعتمد قوله فی الجرح والتعديل، تحقيق عبد الفتاح ابو غدة، دار البشائر- بیروت، ط:۴، ۱۴۱۰ھ، ص:۱۷۲۔

۳۲۔ ابو الحسنات، محمد عبد الحی اللكنوی، الرفع والتكميل فی الجرح والتعديل، تحقيق عبد الفتاح ابو غدة، مكتب المطبوعات الإسلامية- حلب، ط:۳، ۱۴۰۷ھ، ص:۱۷۳۔

۳۳۔ علل الحدیث ۶۱/۲۔

۳۴۔ ابن حجر العسقلانی، أحمد بن علی، تهذيب التهذيب، ط:۱، ۱۳۲۶ھ، ۱۵۷/۹۔

۳۵۔ ملاحظہ ہو سنن ترمذی ۱/ ۴۰۲ حدیث نمبر ۲۰۷۔

۳۶۔ العلل الواردة فی الأحادیث النبویة ۳۹۱/۱۴۔

۳۷۔ تھذیب التھذیب ۲۱۹/۳۔

۳۸۔ مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۸۳۸، مسند حمیدی حدیث نمبر ۱۰۶۹، مسند احمد ۲/ ۲۸۴ حدیث نمبر ۷۸۰۵، ۲/ ۳۶۳ حدیث نمبر ۸۷۴۹، ۲/ ۴۶۱ حدیث نمبر ۹۹۴۳، ۲/ ۴۷۲ حدیث نمبر ۱۰۱۰۰، سنن ترمذی حدیث نمبر ۲۰۷، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۲۸۔

۳۹۔ یہ روایت ملاحظہ ہو: مسند إسحاق بن راھویہ ۵۴۱/۲ حدیث نمبر ۱۱۲۴، مسند احمد ۶/ ۶۵ حدیث نمبر ۲۴۳۶۳، تاریخ کبیر للبخاری ۸۷/۱، علل الکبیر للترمذی ۹۲، الضعفاء الکبیر للعقیلی ۳۵/۴ ۴، مسند أبی یعلی ۴۵۶۲، شرح مشکل الآثار حدیث نمبر ۲۱۹۵، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۶۷۱۔

۴۰۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: مسند احمد ۲/ ۳۸۲ حدیث نمبر ۸۹۵۸، سنن إبی داؤد حدیث نمبر ۵۱۸ صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۲۹۔

۴۱۔ صحیح ابن خزیمہ ۱۶/۳ حدیث نمبر ۱۵۳۱۔

۴۲۔ ملاحظہ ہو سنن ترمذی ۱/ ۴۰۲ حدیث نمبر ۲۰۷۔

۴۳۔ دیکھئے: مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۸۳۹، ابو بکر بن أبی شیبة، عبد الله بن محمد بن ابراھیم بن عثمان، الکتاب المصنف فی الأحادیث والآثار تحقیق کمال یوسف الحوت، مکتبہ الرشد۔ الریاض ـــــ ط: ا، ۱۴۰۹ھ ۔۱/ ۲۲۴ حدیث نمبر ۲۳۵۲، مسند احمد ۴۱۹/۲ حدیث نمبر ۹۴۱۸، صحیح ابن خزیمہ حدیث نمبر ۱۵۳۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۶۷۲۔

۴۴۔ سنن ترمذی ۱/ ۴۰۲ حدیث نمبر ۲۰۷۔

۴۵۔ مسند احمد حدیث نمبر ۸۸۹۶ اور ۱۰۶۷۶۔

۴۶۔ صحیح ابن حبان ۵۵۹/۴ حدیث نمبر ۱۶۷۱۔

۴۷۔ تفصیل ملاحظہ ہو نیچے مکمل تخریج کے ساتھ۔

۴۸۔ صحیح مسلم ۱۰۷/۳ حدیث نمبر ۲۴۰۷، اور ۲۴۰۸، جبکہ امام مسلم اس میں متفرد نہیں بلکہ مسند حمیدی حدیث نمبر ۴۱۶، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۷۴۸۲ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔

۴۹۔ ملاحظہ ہو: مصنف عبد الرزاق حدیث نمبر ۱۸۶۷۶، مسند احمد ۳/ ۴ حدیث نمبر ۱۱۰۲۱ و ۱۱۲۸۷ و ۱۱۶۷۱ و ۱۱۷۱۶، صحیح بخاری ۴/ ۱۳۷ حدیث نمبر ۳۳۴۴ اور ۶/ ۶۷ حدیث نمبر ۴۶۶۷ صحیح مسلم ۳/ ۱۱۰ حدیث نمبر ۲۴۱۵، سنن إبی داؤد حدیث نمبر ۴۷۶۴، سنن نسائی ۸۷/۵۔

۵۰۔ دیکھئے بالترتیب: تقریب التهذیب ۱/ ۴۱۳ اور ۱/ ۲۴۴۔

۵۱۔ تقریب التهذیب ۱/ ۴۰۹۔

۵۲۔ صحیح بخاری ۵/ ۸۱ حدیث نمبر ۳۹۹۵ اور ۵/ ۹۴ حدیث نمبر ۴۰۴۱۔

۵۳۔ علل الحدیث ۳/ ۳۴۷۔

۵۴۔ تقریب التهذیب ۱/ ۳۶۸۔

۵۵۔ مصنف ابن أبی شیبة ۱۴/ ۳۵۸ حدیث نمبر ۳۷۸۲۲۔

۵۶۔ دیکھئے بالترتیب: تقریب التهذیب ۱/ ۹۴ اور ۱/ ۳۲۰۔

۵۷۔ الجرح والتعدیل ۲/ ۱۳۷۔

۵۸۔ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ۳/ ۵۷ حدیث نمبر ۲۰۷۶۔

۵۹۔ صحیح بخاری ۸/ ۱۱ حدیث نمبر ۶۰۲۱۔

۶۰۔ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ۳/ ۵۷ حدیث نمبر ۲۰۷۶، سنن ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۰۳، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۹۰۳۔

۶۱۔ صحیح بخاری ۸/ ۱۱ حدیث نمبر ۶۰۲۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۳۳۷۹۔

۶۲۔ تقریب التهذیب ۱/ ۵۰۸۔

۶۳۔ تقریب التهذیب ۱/ ۵۰۷۔

۶۴۔ ملاحظہ ہو: مسند احمد ۳/ ۳۴۰ حدیث نمبر ۱۴۷۱۳، سنن ترمذی حدیث نمبر ۱۳۲۰،

۶۵۔ تقریب التهذیب ۱/ ۲۲۴۔

۶۶۔ روایت ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ۳/ ۸۸ حدیث نمبر ۲۱۲۸۔

۶۷۔ سنن کبریٰ للبیهقی ۶/ ۵۲ حدیث نمبر ۱۱۱۶۳، مزید تفصیل کے لئے فتح الباری ۴/ ۳۴۵۔

۶۸۔ روایت ملاحظہ ہو: مسند احمد ۴/ ۱۳۱ حدیث نمبر ۱۷۳۰۹، صحیح بخاری ۳/ ۸۸ حدیث نمبر ۲۱۲۸، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۴۹۱۸، اگرچہ اس روایت سے جبیر بن نفیر ساقط ہے لیکن یہ بھی "ثور بن یزید" سے ہی مروی ہے جو کہ تخریج سے واضح ہے۔ جبکہ بحیر بن سعد کی مذکورہ روایت جو بقیہ سے مروی ہے، وہ ہمیں کتب حدیثیہ میں نہیں مل سکی البتہ بقیة بن الولید کی مشہور روایت جبیر بن نفیر

کے حذف کے ساتھ موجود ہے لیکن وہ مسند مقدام میں سے نہیں بلکہ مسند أبي أيوب أنصاری سے ہے۔ملاحظہ ہو: مسند احمد ۴/ ۴۱۴ حدیث نمبر ۲۳۵۰۸، ۲۳۵۰۹، سنن بیہقی ۶/ ۵۲۔

۶۹۔ سنن کبریٰ للبیہقی ۶/ ۵۲ حدیث نمبر ۱۱۱۶۱۔

۷۰۔ تهذيب الكمال ۱۷/ ۳۴۳۔

۷۱۔ ابو نعيم الأصبهانی، أحمد بن عبد الله بن أحمد، حلية الأولياء و طبقات الأصفياء، دار سعادة۔ مصر، ۱۳۹۴ھ، ۵/ ۲۱۷۔

۷۲۔ ابو بكر البيهقی، أحمد بن الحسين، شعب الإيمان، تحقیق د۔ مختار احمد، مکتبہ رشد۔ ریاض، ط: ا، ۱۴۲۳ھ، ۳/ ۳۳۸ حدیث نمبر ۱۷۹۲۔

۷۳۔ علل الحدیث ۴/ ۵۷۹۔

۷۴۔ روایت ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابی شیبہ ۱۰/ ۴۸۱ حدیث نمبر ۳۰۶۲۸، مسند عبد بن حمید حدیث نمبر ۳۸۴، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۲۲، شعب الایمان ۳/ ۳۳۸ حدیث نمبر ۱۷۹۲، المعجم الکبیر للطبرانی ۱۸۸/۲۲ حدیث نمبر ۴۹۱۔

۷۵۔ شعب الایمان ۳/ ۳۳۸ حدیث نمبر ۱۷۹۲۔

۷۶۔ ابو اسامہ کے احوال کے لئے: تقريب التهذيب ۱/ ۱۷۷، اور ابو خالد الاحمر تقريب التهذيب ۱/ ۲۵۰۔

۷۷۔ ملاحظہ ہو: ۱/ ۴۶۴۔

۷۸۔ المناوی، زين الدين محمد بن تاج، فيض القدير شرح الجامع الصغير، مکتبہ تجاریہ۔ مصر، ط: ا، ۱۳۵۶ھ، ۷/ ۱۲۔

۷۹۔ ابن حجر العسقلانی، أحمد بن علی، المطالب العالية بزوائد المسانيد الثمانية، تحقيق د۔ سعد بن ناصر، دار العاصمة للنشر والتوزيع۔ ط: ا، ۱۴۲۰ھ، ۱۴/ ۳۹۳۔

۸۰۔ صحیح مسلم ۱/ ۲۶۳ حدیث نمبر ۲۸۳۔

۸۱۔ علل الحدیث ۲/ ۲۹۷۔امام ابن ابی شیبہ نے یہ طریق اپنی مصنف میں ذکر کیا ہے مصنف ابن ابی شیبہ ۲/ ۱۶۰ حدیث نمبر ۷۶۵۴۔

۸۲۔ صحیح مسلم ۱/ ۲۶۳ حدیث نمبر ۲۸۳۔

۸۳۔ مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۰/۲ حدیث نمبر ۷۶۵۰، مسند احمد ۴۲۶/۲ حدیث نمبر ۹۵۰۱ و ۳۱۷/۳ حدیث نمبر ۱۴۴۶۱ و ۳۰۵/۳ حدیث نمبر ۱۴۳۲۶ و ۳۵۷/۳ حدیث نمبر ۱۴۹۱۴، سنن دارمی حدیث نمبر ۱۲۸۸، صحیح مسلم ۱۳۲/۲ حدیث نمبر ۱۴۶۸، مسند ابی یعلی حدیث نمبر ۱۹۴۱، صحیح ابن حبان حدیث نمبر ۱۷۲۵۔

۸۴۔ روایت ملاحظہ ہو: مصنف ابن ابی شیبہ ۱۶۰/۲ حدیث نمبر ۷۶۵۴۔ اور امام بخاری کی خلق افعال العباد حدیث نمبر ۶۱۴۔ امام مروزی نے اپنی کتاب "تعظیم قدر الصلاۃ" حدیث نمبر ۹۱ میں نقل کی ہے۔

۸۵۔ زین الدین، عبد الرحمن بن أحمد، شرح علل الترمذی، تحقیق د۔ ہمام عبد الرحیم سعید، مکتبہ منار۔ اردن، ط: ۱، ۱۴۰۷ھ، ۷۱۶/۲۔